

چاند کی آنکھیں



رضوان احمد رضاب

چاندنی آنکھیں

رضوان احمد رضاب

فروع ادب اکادمی، گوجرانوالہ

خوبصورت، دیدہ زیب اور
معیاری کتابوں کا
واحد مرکز



جملہ حقوق محفوظ ہیں:

سال	-----	2000ء
تعداد	-----	1000
کمپوزنگ	-----	سجاد کمپوزنگ سنٹر گوجرانوالہ
قیمت	-----	پے
ناشر	-----	فروغ ادب اکادمی

108-بی، سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ فون: 251603

انتساب

اس محبت کے نام

جو چھپا سکا

نہ بتا سکا

رضوان احمد رضاب

تعارف

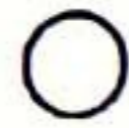
نام	حافظ رضوان احمد باٹھ
قلمی نام	رضوان احمد رضاب
ولدیت	سرفراز احمد باٹھ
تعلیم	ایل ایل بی-پارٹ ٹو
		پنجاب یونیورسٹی لاہور
ٹائٹل	رضاب، ندیم خاور
فوٹو گرافی		Image Bank, Lahore.
ایڈریس		ناصر سٹریٹ، رتہ روڈ-گوجرانوالہ

میں مشکور ہوں!

اپنی داوی ماں کا
جن کی دعائیں مجھے
یہاں تک لے آئی ہیں



اپنے والد صاحب کا
جن کے جوتے
ہر بری راہ پر
میرے سامنے آکھڑے ہوتے



اپنی والدہ محترمہ کا
جنہوں نے
میرے عیب چھپانے کی بجائے

میرے ابو کے سامنے
کھول کھول کر رکھے

○

اپنے بہن بھائیوں کا
جن پر میری غزلیں
عذاب بن کر اترتی ہیں

○

احسان اللہ طاہر کا
جس نے میرے خیالات کو
مجھ سے زیادہ سراہا

○

فہرست

19-11	ویباچہ - احسان اللہ طاہر	○
21-20	آرا - (غلام مصطفیٰ بسمل، سجاد مرزا، محمد اقبال نجمی)	○
23	تاج محل (نظم)	○
25	آج اس کا شباب دیکھا ہے	○
27	پایا میں نے پیار عجب ہے	○
28	تیری چاہت کی آرزو کر کے	○
29	کاش میرے بس میں ہو (نظم)	○
31	سلطنت جاں کی شہزادی (نظم)	○
33	چاند ہو یا کہ تم ستارے ہو	○
34	اس چہرے کو روشن کر دے	○
35	اجلی اجلی دیواروں سے (نظم)	○
37	جزیرہ عشق (نظم)	○
39	کچھ شوق تماشا رکھتے ہیں	○
40	پیار کے کھیل میں پاگل ہو گا	○
41	قطعہ	○
42	آنکھ کے سمندر میں خواب کا سفینہ تھا	○
34	تلاش کے جگنو (نظم)	○
45	نام محبت کا (نظم)	○
47	رات کے اندھیرے میں	○
49	سب راستے اداس ہیں	○
51	ایک عجب ہی منظر دیکھا	○

- 53 جتنے بھی خواب نرالے ہیں ○
- 55 تعبیر کا دامن (نظم) ○
- 58 جب دنیا والے سوتے ہیں ○
- 59 خوابوں کا جنگل (نظم) ○
- 61 رات پر جوانی تھی ○
- 63 ہجر کی لمبی راتوں میں جب جاگایہ غم ہوتا ہے ○
- 64 قطعہ ○
- 65 چاند کی آنکھیں (نظم) ○
- 68 سارے رنگ میں دیکھ آیا تھا ○
- 69 ہر رات اک عذاب تھا ○
- 70 دیکھ کے تیری پیارا دابیں ○
- 71 مرادیں پوری ہوتی ہیں (نظم) ○
- 73 جب بھی میں نے اسے بھلایا ہے ○
- 75 جب سے وہ خود سے شرمائی رہتی ہے ○
- 77 کانچ کی چوڑی (نظم) ○
- 80 قطعہ ○
- 81 دھوپ میں وہ تو چھاؤں جیسا ہے ○
- 83 مانا ہم نے پیار کی رہ پر پہلا قدم اٹھایا تھا ○
- 85 پھول فانی ہیں (نظم) ○
- 86 سوچوں کا بھکاری (نظم) ○
- 88 جن کے منگے لباس ہوتے ہیں ○
- 89 میں نے ہر دکھ کی ازیت کو سہا ہے ○
- 90 قطعہ ○

- 91 عشق کے سرالزام دیا ہے ○
- 92 اک خواب ادھورا جاگے ہے ○
- 93 جب تجھ سے میرا نام جڑے گا (نظم) ○
- 96 قطعہ ○
- 97 عشق ہی حسن کا روپ سنوارے ○
- 98 صحراؤں میں پھول کھلے ہیں ○
- 99 جس پہ اٹھیں گی اسے پیار سے گھائل کر دیں ○
- 100 قطعہ ○
- 101 وہ جو چاند چہرہ خیال تھا ○
- 103 آؤ پھر سے عہد کریں (نظم) ○
- 108 اس جوانی کی چاند راتوں میں ○
- 109 جوانی کے اپنی وہ ارماں سجا کر ○
- 110 سارے رنگ اداؤں کے اشکوں سے دھویا ہے ○
- 111 حسن کا شعلہ تیز جلا ہے ○
- 112 آرزو تری کر کے ہر سوال بھولا ہے ○
- 113 خواب دستیاب ہیں (نظم) ○
- 116 اپنی آواز کے جادو کو جگانا ہو گا ○
- 117 یہ تو بتاؤ میرے یار ○
- 119 جب سے پائے ہیں تری زلف کے سایے جاناں ○
- 120 دو شعر ○
- 121 آنکھیں نوج ڈالوں گا (نظم) ○
- 123 تم جو اچھے لگتے ہو کیا اس میں دوش ہمارا ہے ○
- 124 بعد مدت کے جو چڑیوں نے یہاں شور کیا ہے ○

- 125 خواب ہر جگہ ہوں گے رات ہر جگہ ہوگی ○
- 126 قطعہ ○
- 127 پھر سے اک بار مجھے ہوش میں آنا ہوگا ○
- 128 زخم دل پھر سے رنے لگے ہیں ○
- 129 حسن چھایا اسی کا زمیں تافلک ○
- 130 تم سے مل کر تم کو کھو کر ○
- 131 دعاؤں کے اثر سے یہ کمال ہو جائے ○
- 133 حسن کا طوفاں آیا ہوگا ○
- 134 قطعہ ○
- 135 تجھ کو دل کا میت بنا لوں گا ○
- 136 قطعہ ○
- 137 کس کا چلا ہے ایسا جادو ○
- 138 اس کی تصویر بنا کر دیکھو ○
- 139 ایک ساعت ہے عمر پر بھاری ○
- 140 قطعہ ○
- 141 پیار کا داریوں میں کر جاؤں ○
- 142 پیار کی قید میں رہ کر جینا کیسا ہے ○
- 143 اب تو مجھ سے دور نہیں ہے امیدوں کا ساحل ○
- 144 اک تری یاد میں سلگتے ہیں ○





حرف اول

رضوان احمد رضاب کی شاعری محبت کے توانا جذبوں سے عبارت ہے اس کا شعری آہنگ کشادگی کا احساس لئے ہوئے ہے۔ اگرچہ اس میں نیم خوابیدگی کا عنصر موجود ہے مگر یہی خواب نما رستے اسے اس فضا سے روشناس کرائیں گے، جو تصویر زندگی میں نئے سے نئے رنگ بھرتی رہتی ہے اور پھر رضاب نئے لفظوں سے نئی اور خوبصورت تصویریں بنانا سیکھ لے گا اور ہم عصر تقاضوں کا شعور بھی سمجھ جائے گا۔ رضوان کے شعری مجموعہ میں غزلیات اور نثری نظمیں شامل ہیں۔ شعرو نغمہ کے قالب میں ڈھلے ہوئے یہ جذبات محبت کی ایک دنیا اپنے اندر بسائے ہوئے ہیں جیسے:

تم جو اچھے لگتے ہو کیا اس میں دوش ہمارا ہے
 کر دیتا ہے پاگل ہم کو یہ جو حسن تمہارا ہے

دل کی دھڑکن کو تیرا نام سکھایا میں نے
 پیار راہوں پہ اسے خوب چلایا میں نے

دل کے آنگن میں دھنک رنگ اجالے کر دے
خواب اپنے مری آنکھوں کے حوالے کر دے

اس جوانی کی چاند راتوں میں
ذکر تیرا ہے میری باتوں میں

رضاب کی شاعری پڑھتے ہوئے ہمیں کہیں بھی ابلاغ میں گنجلک نہیں ملتا اور نہ ہی کہیں تکلف کا اہتمام نظر آتا ہے بلکہ اس کی شاعری میں خود روی اور بے ساختگی کے عناصر غالب نظر آتے ہیں جو ایک خوشگوار احساس بخشتے ہیں۔ اس حوالے سے ایک نظم ”سلطنت جاں کی شہزادی“ دیکھئے:

تو ہے اس سلطنت جاں کی شہزادی
کیونکہ چندا ہے تیرے ہاتھ کا گجرا

گال ہیں تیرے نور کی ندیا

بال ہیں تیرے پریوں جیسے

ہونٹ ہیں تیرے

پھولوں اور رنگوں کی بستی

کیونکہ تو ہے اب

اس سلطنت جاں کی شہزادی

تو ہے فخر میرے سینے کا

مقصد ہو میرے جینے کا

تیری آنکھوں میں نشہ ہے

سب میخانہ پینے کا

تجھ سے گلزار ہے مجھ صحرا کی ہستی

کیونکہ تو ہے اب

اس سلطنت جاں کی شہزادی

صبا، خوشبوئیں، بادل اور نور

سب ہیں تیرے آنچل کے صدقے

کیونکہ تو ہے

اس سلطنت جاں کی شہزادی

نوجوان شاعر رضاب کی شاعری کا محور محبت ہے، ایک لڑکی سے محبت۔ نذیر قیصر محبت کے حوالے سے لکھتا ہے کہ ہماری محبت کی شاعری ابھی تک آدھی ادھوری ہے کہ ہم نے عورت سے محبت کرنا نہیں سیکھا، ہم عورت کو ختم کر کے اپنی مردانہ انا کی تسکین کرنے کے عادی ہیں۔ اپنی سوسائٹی کی طرح ہم اپنے ادب میں بھی عورت کا ذکر احساس گناہ کے ساتھ کرتے ہیں اور جو سوسائٹی روح کے ساتھ جسم کی پاکیزگی کا اعتراف نہیں کرتی وہ مہذب کلچر کو جنم نہیں دے سکتی۔ یہ المیہ ہے کہ ہماری سوسائٹی میں گناہ کا تصور صرف عورت سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ عورت جو تخلیق کی علامت ہے اور اسی احساس گناہ کے باعث ہمارے ہجر و وصال جھوٹے ہیں۔ اپنی محبوبہ کے سامنے حسن کی دہشت سے ہمارے ہاتھ شل ہو جاتے ہیں، ہماری شاعری لمس اور ذائقے سے خالی ہے اس احساس گناہ نے ہماری زندگیوں اور ہماری شاعری سے محبت چھین لی ہے۔

یہ سوچ مکمل نہیں ہے یہ تصویر کا ایک رخ ہے اگر ہم اپنی شاعری اور اپنے معاشرے پر نظر دوڑائیں تو ہمیں اپنے سماج میں دونوں طرح کے لوگ (مرد اور عورت) ملیں گے مرد مہذب بھی ہیں اور غیر مہذب بھی اسی طرح عورت ایسی بھی

ہے جو سوسائٹی میں قابل فخر ہو اور ایسی بھی جو قابل نفیرن۔ جہاں تک ہماری اردو شاعری کا ذکر ہے تو اس میں ہر طرح کے شیڈ موجود ہیں یہ ایک قسم کا مغالطہ ہے کہ ہماری شاعری لمس اور ذائقے سے خالی ہے۔

محبت کے حوالے سے رضوان احمد رضاب کا رویہ مثبت اور سنجیدہ ہے رضاب کا انداز بیاں سادہ ہے وہ اپنے دل کا حال سیدھے اور کھرے انداز میں کرتا ہے اگرچہ اس کے جذبے منتشر بھی ہیں مگر وہ حالات کو اپنے حق میں کرنے کی سعی بھی کر رہا ہے وہ کہتا ہے۔

آرزو تری کر کے ہر سوال بھولا ہے
جستجو تری ہے بس ہر خیال بھولا ہے

—○—

یاد کروں میں اس کو جب جب دل یہ کھلتا جائے ہے
اس کو اپنا کرنا ہے بس سودا ایک سما ہے

—○—

بیٹھا رہوں گا عمر میں ساری اس کی گھنیری چھاؤں میں
پیار مرا ہی اصل میں میرے جیون کا سرمایا ہے

—○—

رضاب کی شاعری میں ہجر و وصال کے ذائقے بھی ہیں اور حسن و عشق کے معاملے بھی۔ تنہائی کے سفر کی داستانیں ہیں تو کہیں بلاپ کے دھنک رنگ بکھرتے چلے جاتے ہیں کہیں پھولوں کی مہکار ہے تو کہیں اشکوں کے ہار ہیں مگر یہ سب کچھ پیار کے حصار میں ہے پیار کے ان جذبوں کا اظہار دیکھیں:

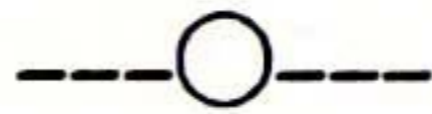
جب بھی ملتا ہے مجھے پیار بڑھا دیتا ہے
اپنی چاہت کا اسے رنگ دکھانا ہو گا



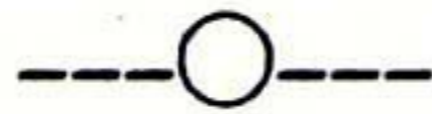
اب رہے گا مرے شعروں میں حوالہ اس کا
اب جو اٹھوں گا مرے ساتھ زمانہ ہو گا



جب سے پائے ہیں تری زلف کے سایے جاناں
ہم نے کیا کیا نہ القاب کمائے جاناں



ہم تو سورج کا بھی احسان نہ لیتے تھے رضاب
پر ترے ہم نے بہت ناز اٹھائے جاناں



رضوان احمد رضاب کا تعلق گوجرانوالہ سے ہے اور جب گوجرانوالہ سکول
آف تھٹ کی بات چلے تو بڑے بڑے نام اس حوالے سے ہمارے سامنے آتے ہیں
جیسے مولانا ظفر علی خان، میراجی، ن۔م راشد، یوسف ظفر، شرقی چاند پوری، مائل
کرنالی، راز کاشمیری، راسخ عرفانی، غلام یعقوب انور، راشد بزمی وغیرہم آج اس ادبی
تسلسل کو پروفیسر اسرار احمد سہاوری، سلیم اختر فارانی، پروفیسر محمد اکرم رضا، پروفیسر
منصور احمد خالد، پروفیسر اقبال جاوید، سجاد مرزا، محمد اقبال نجمی، عاطف کمال رانا، غلام
مصطفیٰ بسمل، ڈاکٹر بشیر عابد، پروفیسر محمد احمد شاد، پروفیسر فیض الرسول فیضان، امجد حمید
محسن اور محمد انور رانا قائم رکھے ہوئے ہیں۔

یہ شعراء ہماری شعری روایت میں باوقار اضافہ کرنے کا سبب بھی ہیں اور نئے
آنے والوں کے لئے ایک انسٹی ٹیوٹ بھی۔ اسی لئے اس سکول سے نکلنے والے
نئے شعراء بہت کم عرصہ میں ہی اچھی تخلیقات سامنے لانے پر قادر ہو جاتے ہیں
رضوان احمد رضاب اس حوالے سے ایک خوشگوار اضافہ ہے ابھی وہ عشق کی

منزلیں طے کر رہا ہے ان مراحل سے گزر کر جب وہ غم جاناں سے کچھ فرصت پالے
گا تو پھر غم دوراں کا بھی ذکر کرے گاتب تک اس کے مطالعے اور مشاہدے میں بھی
وسعت آجائے گی یہاں ہم اس کے اشعار کے مزید رنگ دیکھتے ہیں:

صحراؤں میں پھول کھلے ہیں
خواہش کو بھی پر سے لگے ہیں

---○---

میرے جسم کی دیواروں پر
تیری نظر کے نقش بنے ہیں

پیار کے کھیل میں پاگل ہو گا
جو بھی عشق میں کامل ہو گا

یہ جو رات کا پردہ ہے
تیری آنکھ کا کاجل ہو گا

---○---

نثری نظم ابھی متنازعہ صنف کے طور پر چل رہی ہے اور اس حوالے سے جو نام
سامنے آتے ہیں ان کا حوالہ بھی نثری نظم کے طور پر کم ہی لیا جاتا ہے ان کی نثری
نظم کے مجموعے بھی عام طور سے پڑھنے کو نہیں ملتے اور پھر رسائل میں نثری نظم کم
کم ہی نظر آتی ہے اس لئے اسے ادب میں کوئی درجہ نہیں مل سکا۔ شاید ابھی یہ کسی
اچھے شاعر کے انتظار میں ہے نثری نظم کے حوالے سے جو چند نام سامنے آتے ہیں
ان میں احمد ہمیش، انیس ناگی، پروین شاکر وغیرہم شامل ہیں پروین شاکر کی نثری
نظمیں ان کی کامیاب کوشش کے طور پر ہمارے سامنے آتی ہیں وہ نثری نظم میں

بھی ایک شاعرہ کے طور پر بھرپور اظہار کرتی ہیں۔

رضاب نے اپنے محبت بھرے جذبوں کے اظہار کے لئے نثری نظم کا سہارا لیا ہے کیونکہ ابھی وہ اس سخن وری کے میدان میں نووارد ہے اس لئے اظہار کے اس ذریعے کو اس نے اپنے لئے چنا اور پسند کیا اگرچہ اس نے غزلیات بھی خوبی سے کہی ہیں مگر نثری نظم میں وہ دل کی بات کو کھل کر کہنے میں کامیاب نظر آتا ہے جیسے خوابوں کا جنگل میں وہ کہتا ہے۔

ان آنسوؤں کی گرتی بارشوں سے

سرزمین عشق کو

سیراب کرنا ہے مجھے

پھر اس خطہ عشق پر

تعبیر کے ہاتھوں سے

خوشیوں کے ضدی

بیج بونے ہیں

جو عشق کی آغوش میں پل کر

بڑے ہوں گے

ان خوشیوں کے بیجوں سے پھر

پیدا ہوگا خوابوں کا اک جنگل

اور اس جنگل کے ہر پودے پر

سمندر میں پانی کے جتنے قطرے ہیں

اتنے رنگوں کے پتے ہوں گے

اور ان سب پتوں پر

لکھا ہوگا کہ

سرزمین عشق کی اک رانی ہے
جس کو خواب کے جنگل اک راجا اپنائے گا
اب تم سوچو

سرزمین عشق کی وہ رانی کیسی ہوگی
میں نے تو یہ سوچ لیا ہے
وہ بس تیرے جیسی ہوگی

جیسا کہ میں نے شروع میں ذکر کیا کہ رضاب ایک خواب نما رستے کا مسافر ہے
پیار کی منزلیں طے کر رہا ہے پیار کی خوشبو اس کی رگ رگ میں سمائی ہے اور وہ
صرف اور صرف پیار کے رنگوں سے باتیں کرتا ہے اس لئے اس کی کتاب میں شامل
شاعری میں زیادہ تر یہی حوالہ ابھر کر سامنے آئے گا۔ وہ کہتا ہے:

تیری تصویر سے کرتا ہوں میں باتیں
اپنی تنہائی میں یوں رنگ بھرا ہے

تب سے تقدیر بھی بے چین ملی ہے
جب سے ہاتھوں میں ترا ہاتھ لیا ہے

دل ہی پہلو سے نکل جائے نہ کہیں اب
تو نے پلکوں کو اٹھایا تو لگا ہے

رضاب کی زیادہ تر غزلیں سہل ممتنع کا نمونہ ہیں۔ غزل کا کیف محسوس کرنے
کی چیز ہے یہ ایک کیفیت ہے اس سے حظ اٹھانا اچھے مذاق کا مظہر ہے، ہمیں رضاب

کے ہاں جا بجا نغمہ بار فضا اور سلاست اظہار نظر آئے گا اور زبان و بیان کی حلاوت بھی محسوس ہوگی۔ اگرچہ یہی مضمون پہلے بہت سے شعراء کے ہاں موجود ہیں مگر سیف الدین سیف نے جو کہا ہے۔ کہ:

سیف انداز بیاں رنگ بدل دیتا ہے
ورنہ دنیا میں کوئی بات نئی بات نئی
یہی کیفیت ہمیں اس نوجوان شاعر رضوان احمد رضاب کے ہاں ملتی ہے:

آپ کو دور کس طرح سمجھوں
آپ ہر وقت پاس ہوتے ہیں

—○—

دل یہ میرا ہے غم بھی میرے ہیں
آپ کیوں بدحواس ہوتے ہیں

—○—

اپنی رسوائیاں انہیں کیوں دوں
پیار کے یہ لباس ہوتے ہیں

—○—

ان کی تصویر دیکھ لیتے ہیں
جب کبھی ہم اداس ہوتے ہیں

احسان اللہ طاہر

(جنرل سیکرٹری)

”وارث پریت پروار“

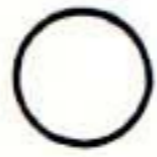
۱۰۸-بی، سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ



نئی نسل اپنی فکری صداقتوں کے اظہار کے لئے شاعرانہ اسلوب کی بجائے خیالات کو ترجیح دیتی ہے۔ تموج شدہ لہریں کسی ضوابط و قواعد کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے دریاؤں کے پتے توڑنے پر آمیں تو بستیوں کو ویراں کر دیں۔ نثری شاعری میں عروضی تنظیم کی بجائے جذبات و احساسات کی فراوانی اور خیالات کا بہاؤ اسے اپنا ہونے کا تو انا احساس دلاتا رہتا ہے۔ رضاب کی نثری نظمیں اسی ذیل میں آتی ہیں جبکہ اس کی غزلیں اپنے اندر شاعری کا سلیقہ رکھتی ہیں۔ مگر رضاب کو اس بات کی چنداں پرواہ نہیں کہ نقادان سخن اسے شاعر تسلیم کرتے بھی ہیں یا نہیں وہ تو بس اپنے پیرایہ اظہار کی تشہیر کو معتبر دیکھنا چاہتا ہے۔ اسے فخر ہے کہ الفاظ کے یہ جگمگاتے جگنو اس کے اپنے ہیں ان کی مدھم لومانگے ہوئے سورج کی کرنوں سے بدرجما بہتر ہے۔

رضاب کو چاند اور اس کی آنکھوں سے اس قدر پیار ہے کہ ہر طرف وہ چاندنی کی ہی نمائش چاہتا ہے وہ عمر کے اس حصے میں ہے جہاں فلسفہ و فکر کی آویزش کی بجائے زندگی کی معصومیت، سرمئی شاموں کا حسن، فطرت کی رنگینیاں، پھولوں کی لطافت و نکمت اور رومان انگیز فضا جوان جذبوں سے ہم آغوش ہوتی ہے۔ زخموں کے کھلتے گلابوں کی خوشبو اور قطرہ شبنم سے باوضو الفاظ کے آنگن میں پیار و محبت کے خوشنما رنگ بکھرے دکھائی دیتے ہیں۔ خود شناسی کے یہ مرحلے رضاب کے زاویہ نظر کو کہاں تک سنبھالا دیتے ہیں اس کا فیصلہ لمحہ حال میں ممکن نہیں۔

غلام مصطفیٰ بسمل



رضوان احمد رضاب نوجوان شاعر ہے۔ اس کے ہاں ابھی اظہار ذات کا عمل شروع ہوا ہے۔ تخلیق فن کے مرحلوں سے اسے ابھی گزرنا ہے۔ مگر ”چاند کی آنکھیں“ میں شامل اس کی شعری تصویریں جن رنگوں سے تکمیل پائی ہیں وہ رنگ بڑا مانوس، متنوع اور دل پذیر ہے۔ پیار ایک ایسا پیرایہ اظہار ہے جس کی لو سے شعر کو دھنک رنگ ملتے ہیں۔ رضوان احمد رضاب کے ہاں یہ لو بڑی تیز ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کے یہ جذبے اسے تخلیق فن کے مرحلوں سے گزار کر شعور ذات کی اس دنیا کی سیر کرائیں گے جہاں سے گذر کر ایک شاعر نت نئے تجربوں کی کہکشاں سجاتا ہے۔ اور اپنی آگہی کا احساس دلاتا ہے۔

پروفیسر سجاد مرزا



نوجوان شاعر رضوان احمد رضاب کے مجموعہ کلام ”چاند کی آنکھیں“ میں ہمیں محبت اور روشنی کے دھنک رنگ ملتے ہیں۔ اس کے شعری منظر نامے میں خود سپردگی اور محبوب کے ساتھ وصال لحوں کی مٹھاس موجود ہے۔ اس کی شاعری جمالیاتی طلسم میں ڈھلی ہوئی ہے۔ اس کی سوچ کا دائرہ صرف اور صرف اپنے محبوب کی ذات تک محدود ہے۔ اس لئے اس کی شاعری ہمیں ایک ایسی موج کی صورت نظر آتی ہے جو بار بار شوریدہ سری کے ساتھ اٹھتی اور ساحل مراد سے لپٹتی اور پلٹتی ہے۔ محبت کے اظہار کی یہ کیفیت اس کی نثری نظموں اور غزلیات میں شدت احساس، تازگی اظہار اور بھرپور خود اعتمادی کے ساتھ سامنے آتی ہے۔ اور یہی بات اس کے جذبوں کی سچائی اور کامیابی کی دلیل ہے۔

محمد اقبال نجمی

ماں جو تیرے پاؤں ہیں
 سکھ کن گہری چھاؤں ہیں

111241

تاج محل

نیندوں کے شہر میں
 خوابوں کا اک تاج محل ہو
 رہتے ہوں میں اور تم جس میں
 اور اس تاج محل میں
 تیری آواز کے گونجنے سے ہر سو
 'Pink' گلاب کھل اٹھتے ہوں
 اس تاج محل کی دیواروں پر ہر سمت
 میری لکھی چند غزلیں ہوں
 کچھ نظمیں ہوں
 جو لکھی ہیں میں نے چاند راتوں میں

جن میں بس تعریف تری ہے
 اور پھر ساون کے برستے موسم میں
 تیری آنکھوں کے پاؤں ان پر پھسلتے ہوں
 اس تاج محل کے ہر کمرے میں
 اک گڑیا آنکھیں کھولے ہو
 جس کا عکس ہو تیرے جیسا
 جس کا لمس ہو تیرے جیسا
 تا کہ ہجر کے دن اور راتوں میں بھی
 میرا تاج محل نہ سونا ہو
 میرا تاج محل نہ سونا ہو





آج اس کا شباب دیکھا ہے
روشنی میں ہی خواب دیکھا ہے

اپنی آنکھوں پہ اعتبار نہیں
میں نے وہ آفتاب دیکھا ہے

یہ محبت رہے سلامت اب
میں نے بہتا چناب دیکھا ہے

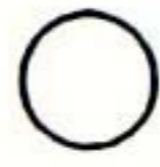
جب بھی دیکھا ہے اس کے ہونٹوں پر
ایک کھلتا گلاب دیکھا ہے

رت گئے آنکھ میں بھرے جس نے
میں نے وہ ماہتاب دیکھا ہے

جب بھی خواہش وصال کی جاگی
تیرا چہرہ کتاب دیکھا ہے

میری آنکھوں میں رنگ لہرائیں
جب سے اس کو رُضاب دیکھا ہے





پایا میں نے پیار عجب ہے
چھینا مجھ سے جس نے سب ہے

آنکھیں جھک گئیں ہونٹ بھی کانپے
اس نے مجھ کو دیکھا جب ہے

اس کو چرا لوں اس کے ہاتھوں
صورت یہ بن جائے تب ہے

جیون میں ہے مستی چھائی
اس کا بھی وہ شوخ سبب ہے

میں دیوانہ کن رستوں کا
مجھ کو یہ معلوم ہی کب ہے

جس سے بے پرواہ تھن تو!
ترے لیے وہ جان بلب ہے





تیری چاہت کی آرزو کر کے
روز جیتا ہوں اب میں مر مر کے

تو مرے حوصلے کی داد تو دے
درد سہتا نہیں ہوں آہ بھر کے

لٹ چکا تھا یہ قافلہ دل کا
کھولی آنکھیں جو میں نے بند کر کے

حسن والوں کی بادشاہت میں
سایے منڈلا رہے ہیں کسی شر کے

جانے کس خوف میں تھا کہ میں نے
زندگانی گذاری ڈر ڈر کے



کاش میرے بس میں ہو

یہ کاش میرے بس میں ہو
 کہ چمکتے سورج کی کرنوں کے کچھ ہار بناؤں
 اور تیری پلکوں کے ماتھے پر
 اپنے خوابوں کے ہاتھوں سے بنے
 وہ سب نور کے ہار سجاؤں
 اور سیاہ رات کی تاریکیوں کو میں
 تیری زلفوں میں تابعدار فن کردوں
 اور اس چودھویں کے چاند کی
 اک پائل بناؤں، جو تیرے
 پاؤں کی چاندنی کے سپرد کردوں

آبشاروں سے گرتے پانی کی آواز کو
 تیری چوڑیوں کی چھن چھن دے دوں
 کاش یہ میرے بس میں ہو... کہ
 تیرے بدن کی شبنم سے میں
 اپنے بدن کی مٹی گوندھوں
 اور اک سلطنت عشق بناؤں
 جس میں حکم چلے بس تیرا
 محکوم ہوں جس میں
 خوشیاں، پھول، خوشبو، میں
 اور میرے کچھ خواب نرالے
 کاش یہ سب میرے بس میں ہو



سلطنت جاں کی شہزادی

تم ہو اس سلطنت جاں کی شہزادی

کیونکہ چندا ہے تیرے ہاتھ کا گجرا

گال ہیں تیرے نور کی ندیا

بال ہیں تیرے پریوں جیسے

ہونٹ ہیں تیرے

پھولوں اور رنگوں کی بستی

کیونکہ تم ہو، اب

اس سلطنت جاں کی شہزادی

تم ہو فخر میرے سینے کا

مقصد ہو میرے جینے کا

تیری آنکھوں میں نشہ ہے

سب مے خانے کا

تم سے گلزار ہے مجھ صحرا کی ہستی

کیونکہ تم ہو، اب

اس سلطنت جاں کی شہزادی

صبا، خوشبوئیں، بادل اور نور

سب ہیں تیرے آنچل کے عمدے

کیونکہ تم ہو

اس سلطنت جاں کی شہزادی

کیونکہ تم ہو، اب

اس سلطنت جاں کی شہزادی





چاند ہو یا کہ تم ستارے ہو
کچھ تو ہو جو ہمیں یوں پیارے ہو

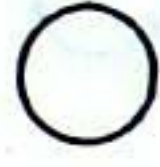
میں ہوں جیسے ہو موج دریا کی
تم کیوں بیٹھے ہوئے کنارے ہو

عمر بھر ہم کو ساتھ چلنا تھا
دو قدم چل کے تم تو ہارے ہو

یہ سبھی خوبیاں تو مجھ میں ہیں
تم کیا لکھتے ہی میرے بارے ہو

دل پہ ہاتھ رکھ کے کہہ ڈالو
اب قیامت تک ہمارے ہو





اس چہرے کو روشن کر دے
یا رب سوچ میں تارے بھر دے

بس اک ایسا موقع دے دے
نام امر جو میرا کر دے

حسن کے گلشن آگ لگی ہے
اس پہ وفا کی بارش کر دے

کوئی اداسی چھو نہ سکے اب
خوشیوں سے تو دامن بھر دے

غم کے تار لگے پھر بجنے
سر خوشیوں کے ان میں بھر دے

تو ہے داتا اپنی دین سے
حل اب میری مشکل کر دے



اجلی اجلی دیواروں سے

کاش میں اک گھر تعمیر کروں
 روشنی کی اجلی اجلی دیواروں سے
 اور ان چمکتی دمکتی دیواروں پر
 تیری زلف کے بادل کا سایہ ہو
 چاندنی کے فرش ہوں جس میں
 اور ان فرشوں کے چمکتے سینوں پر
 تیری پانکلوں کی چھن چھن ہو
 اس چھن چھن کے سنگ
 میرے دل ناواں کی دھڑکن ہو
 یہ چھن چھن اور دھڑکن کی آوازیں

مل کر دھن بنا دیں ایسی
جس سے میرے گھر کے آنگن میں ہر سو

Pink گلاب کھلتے ہی جائیں

اور ان پھولوں کی پتیوں سے 'میں

تیرے سینے کی پوشاک بناؤں

اور اس پوشاک کی خوشبو سے 'میں

اپنے سونے کا کمرہ مہکاؤں

جس میں تیرے روپ کارنگ ہو

اس میرے گھر کی دیواروں پر

اک ایسے گھر کی دیواروں پر

جس کو ابھی بننا اور بننا ہے

کاش کبھی میں

روشنی کی اجلی اجلی دیواروں سے

اک ایسا گھر بنا پاؤں

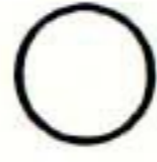


جزیرہ عشق

رات کے تپتے صحرا میں
 تیری آنکھ کی کشتی پر
 میرے جسم کا ملاح ہو بیٹھا
 جو تیری آنکھ کی کشتی کو
 جزیرہ عشق تک لے کر جائے
 جس میں ساحل سے لے کر تاحد نظر
 تیری زلف کی پگڈنڈیاں ہوں
 جن پر میرے لمس کا بادل برسے
 اس لمس کی بارش کے
 اک اک قطرے سے

سو سو پریاں ہوں پیدا
 اور ان پریوں کے خون سے میں
 تیری اس زلف کی نذر اتارونی
 پھر من اپنے کی موج میں آکر
 تیرا یہ رنگ اور روپ سنواروں
 اور تیری پلکوں کو میں
 سورج کا گھنا پہناؤں
 اور سورج ہوں ہلکے گلابی رنگوں کے
 پھر اس سورج کے گھنے کو
 میرے من کا ویپ کرے گا روشن
 جزیرہ عشق میں جس کے چمکنے سے
 طلوع ہوگی اک اجلی نکھری صبح ابد
 بس پھر نہ کبھی بھی
 رات کے تپتے صحرا میں
 تیری آنکھ کی کشتی ڈوبے گی





کچھ شوق تماشا رکھتے ہیں
کچھ آپ تماشا بنتے ہیں

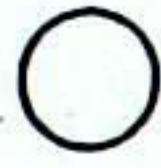
ایسے بھی ہی لوگ یہاں جو
اپنوں کے قاتل ہوتے ہیں

پتھر کو بھی کہیں خدا جو
انساں کیسے وہ ہوتے ہیں

جس کے رستے میں منزل ہو
سب اس کے رہبر ہوتے ہیں

تم مرنے والوں سے پوچھو
کیا وہ زندوں کو روتے ہیں





پیار کے کھیل میں پاگل ہو گا
جو بھی عشق میں کامل ہو گا

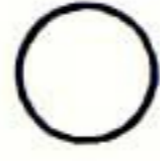
یہ جو رات کا پردہ ہے
تیری آنکھ کا کاجل ہو گا

جو اس آنگن میں برسے گا
ترے حسن کا بادل ہو گا

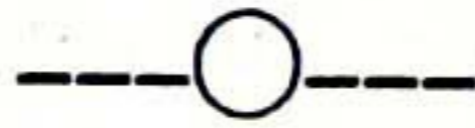
عشق کی جو تقدیر بتائے
کوئی تو مرشد عاقل ہو گا

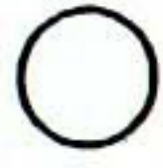
عشق کہانی میں اب رضواں
میرا نام بھی شامل ہو گا





دل کی دھڑکن کو ترا نام سکھایا میں نے
 پیار راہوں پہ اسے خوب چلایا میں نے
 یہ تیرے حسن مجسم کا ہوا ہے شیدا
 کس طرح تیرے لئے اس کو رجھایا میں نے





آنکھ کے سمندر میں خواب کا سفینہ تھا
خواب کے سفیے میں اپنا مرنا جینا تھا

پیار کی زمینوں پر جب اگی جدائی تھی
زندگی کا ہر لمحہ ہجر کا مہینہ تھا

سارے جسم ننگے تھے، لوگ رنگ برنگے تھے
شہر میں نابینوں کے آیا کوئی بیٹا تھا

قید سے جو آنکھوں کی اشک نے بغاوت کی
یار کھو کے ہنس دینا خوب یہ قرینہ تھا

عشق جب کیا ہم نے، پیار جب دیا ہم نے
اس کا چہرہ ایسے تھا جیسے اک نگینہ تھا

روز اک صلح نامہ اور پھر نیا جھگڑا
کیا تھے دن جوانی کے کیسا خوب جینا تھا



تلاش کے جگنو

کاش میرا یہ جسم اک گھنٹی ہوتا
 جو ہجر کی راتوں میں بختار ہتا
 اور جاگتے تلاش کے جگنو اس سے
 جو سب خواب کی دیوی کے عاشق ہوتے
 خواب کی دیوی
 اور تلاش کے جگنو کے بیچ
 روشنیوں کا اک رشتہ بنتا
 جس کا نام محبت رکھتے

پھر عشق میرا احسان مند رہتا
 کہ میرے جسم کے بچنے سے
 تلاش کے جگنو جاگے تھے
 جو بعد میں خواب کی دیوی کو
 اپنے ساتھ لے بھاگے تھے



نام محبت کا

گلاب کی اک اک پتی پر
 شبنم کے اجلے قطروں سے
 میں اپنا تیرا نام لکھوں
 گلاب کی خوشبو اور شبنم کی ٹھنڈک
 دونوں چاند کی چودھویں رات
 کے پچھلے پہر میں ایک ہو جائیں
 اور پھر اک دو بجے میں کھو کر
 دونوں اک دو بجے سے پوچھیں
 کہ تو میرے نام میں تھی
 یا کہ میں تھا نام تیرا

سوچوں کے اس بھنور میں پھنس کر

آخر دونوں ہی یہ کہہ دیں

کہ میں تجھ میں رہوں

یا تو ہو مجھ میں

بات تو آخر ایک ہی ہے

کیونکہ ازل کی صبح سے

ابد کی سونی رات تک

خوشبو کی شہزادی کو

شبنم کے شہزادے کے

سب ناز اپنے رنگیلے بدن کی تاروں پر

کھل کھل کر ہی سہنے ہوں گے

کیونکہ

دونوں کا ہی نام ہے ایک

اور وہ ہے نام محبت کا





رات کے اندھیرے میں
تم ہو میرے گھیرے میں

بات ہو محبت کی
آج تیرے میرے میں

روشنی سی پھوٹے ہے
ایک چہرے تیرے میں

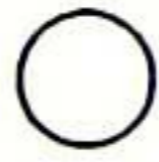
عشق بھی ہوا رسوا
نفرتوں کے ڈیرے میں

خون ہو گیا پانی
زر کے اس بکھیرے میں

اپنا گر نہ سورج ہو
صبر کر اندھیرے میں

جگنو جس کا عاشق تھا
جا چھپا سویرے میں





سب راتے اواس ہیں
کیوں لوگ بدحواس ہیں

یہ جل رہے ہیں جو دیے
میرے تو دل کی آس ہیں

وہ نفرتوں کی بات تھی
جس پر ہوئے اواس ہیں

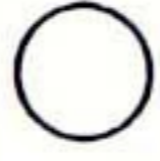
جو راز اس نظر میں تھے
وہ میرے دل کے پاس ہیں

جو شک یقین میں دیں بدل
ایسے ہی کچھ قیاس ہیں

یہ قرب کیسا ہے ملا
کہ رابطے پیاس ہیں

میری نظر سے دور ہیں
وہ دل کے آس پاس ہیں





ایک عجیب ہی منظر دیکھا
چاند کو تجھ سے کمتر دیکھا

تیری آنکھ کے موتی جیسا
کوئی نہ ہم نے جوہر دیکھا

تیرے جیسا روپ ملا کب
چہرہ رنگوں سے بھر دیکھا

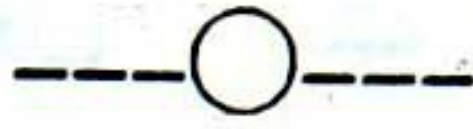
وہ جب بھی میرے گھر آیا
روشن سا اپنا گھر دیکھا

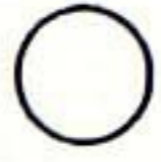
پلکیں اٹھا کے وقت کو روکے
ہم نے وہ جادوگر دیکھا

عشق میں ہر اک گام پہ سا جن
تجھ کو خود سے بڑھ کر دیکھا

راج فقر کا ہر جانب ہے
یہ اک خواب جو اکثر دیکھا

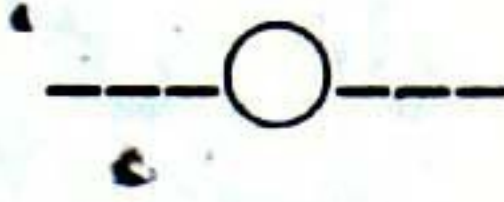
اس میں تمہارے جلوے دیکھے
میں نے جو بھی منظر دیکھا





جتنے بھی خواب نرالے ہیں
 سب اپنے دیکھے بھالے ہیں
 پہلے جس لفظ سے ٹھنڈک تھی
 اب دل پر اس سے چھالے ہیں
 تم سے نہیں کوئی شکوہ گلہ
 بس ہم ہی بخت کے کالے ہیں
 جب سے اس آنکھ سے جام پیا
 توڑے سب کے پیالے ہیں
 اس حسن پہ پہرہ عجب نہیں
 وہ چندا ہے یہ ہالے ہیں
 اک خواہش دل سے نکلی ہے
 کچھ اشک آنکھوں نے پالے ہیں

ان انہونے سے خوابوں میں
 یہ کس نے ڈیرے ڈالے ہیں
 جو بھی تھا روشن بول پڑا
 اس زلف کی نذر اجالے ہیں
 ناز ہوتا ہے بدنای پر
 اس عشق کے کھیل نرالے ہیں



تعبیر کا دامن

ان تیرے اور میرے خوابوں کو

جن کو برسات کی

چاندنی راتوں میں

تیرے بدن کی خوشبو سے

اور اپنی من کے رنگوں سے

یاد کے دریا پر لکھا تھا

ان سب خوابوں کو اب

تعبیر کے دامن میں گرنا ہوگا

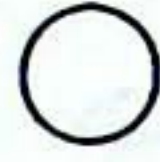
جن خوابوں میں چھپ کر

اس پیار کو اپنے

جوانی کا ہر دروازہ کھولنا ہے
 اور پھر اس دروازے کے پار اتر کر
 اپنی ہر صبح کو
 شام کے آنچل میں سمٹے ہوئے
 دن کی دلہن بننا ہے
 بالکل اس دلہن کی طرح
 جس نے ان سب
 خوابوں میں
 اپنے بدن سے رنگ بھرا ہے
 اب ان سب خوابوں کو
 اس سپنوں کی دلہن کے سنگ
 تعبیر کے دامن میں گرنا ہو گا
 کیونکہ ہر وہ خواب
 جو پوری لگن سے دیکھا ہو

آخر تعبیر کے دامن میں
 جو چند سالوں کے فاصلے پر
 گرنا ہوتا ہے
 کیونکہ تعبیر کی ہر دہن
 خوابوں کے دولہے کے لئے ہے





جب دنیا والے سوتے ہیں
 ہم ہجر میں تیرے روتے ہیں
 تصویر تمہاری دیکھنے کو
 اشکوں سے آنکھیں دھوتے ہیں
 پھول بھی صبح اٹھ کر روئیں
 کچھ ایسے موسم ہوتے ہیں
 پھول کھلیں گے دل میں اپنے
 یہ سوچ کر غزلیں بوتے ہیں
 نہ اپنی خبر نہ اس کا پتہ
 ہم سے بھی عاشق ہوتے ہیں
 اس پیار کے کوچے میں آ کر
 سب شوق سے رسوا ہوتے ہیں



خوابوں کا جنگل

ان آنسوؤں کی گرتی بارشوں سے

سرزمین عشق کو

سیراب ہے کرنا

پھر اس خطہ عشق پر

تعبیر کے ہمت ور ہاتھوں سے

خوشیوں کے ضدی اور مغرور

کچھ بیج ہیں بونے

عشق کی آغوش میں پل کر

ان خوشیوں کے بیجوں سے پھر

پیدا ہو گا خوابوں کا جنگل

اور اس جنگل کے ہر اک پودے پر
سمندر میں پانی کے جتنے قطرے ہیں
اتنے رنگوں کے پتے ہوں گے

اور ان سب پتوں پر
سکھ کے رنگوں سے لکھا ہوگا

کہ

سرزمین عشق کی اک رانی ہے
جس کو خواب کے جنگل کا اک راجہ

اپنا بنا لے جائے گا

لیکن تم سوچو کہ

سرزمین عشق کی رانی کیسی ہوگی

میں نے تو یہ سوچ لیا ہے

وہ تیرے ہی جیسی ہوگی





رات پر جوانی تھی
پھر نئی کہانی تھی

ہاتھ تیرا تھا
شام وہ سہانی تھی

دیکھا تمہیں جس لمحے
اس میں زندگی تھی

جانتی تھی جب مجھ کو
کیسی بدگمانی تھی

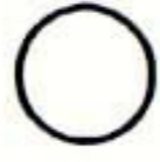
یاد کے سمندر کی
موج " میں جولانی تھی

حسن سے وفا کی ہے
یہ مری نادانی تھی

خواب ہی تو دیکھا تھا
وہ مری دوانی تھی

پیارے امر کرنا تھا
جان آنی جانی تھی





ہجر کی لمبی راتوں میں جب جاگا یہ غم ہوتا ہے
جس پر بیٹے وہ جانے پھر کیسا موسم ہوتا ہے

میں کیسے بتلاؤں یارو پیار نشانی سا جن کی
جس کو دیکھ کے روح جھومے وہ میرا جانم ہوتا ہے

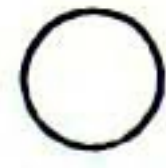
کون تمہارے ساتھ رہے تنہائی کے لمحوں میں
کوئی نہیں اس دنیا میں بس آپ کا خادم ہوتا ہے

کچھ تو اس کی خواہش اور کچھ میرے سنے ہوتے ہیں
ہم پاس رہیں اک دو جے کے، ایسا کم کم ہوتا ہے

تم جب میری ہو جاؤ گی دور نہ جانے دوں گا پھر
اب تم دور ہو میرے اندر پل پل ماتم ہوتا ہے

تیرے ہجر کی تلواریں جب مجھ پر زخم لگاتی ہیں
تیری یاد کا جھونکا جاناں زخم کا مرہم ہوتا ہے



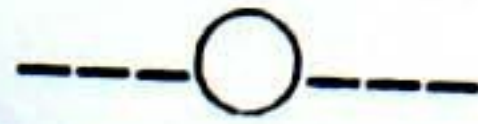


وہ جو پھول بہاروں کا ہے

وہ جو چاند ستاروں سا ہے

ساتھ وہ میرے گر نہ چلے تو

یہ جیون انگاروں سا ہے



چاند کی آنکھیں

کاش سارے تارے ایک ہو جائیں

اور ان تاروں کا اک بیج بنے

جس کو میں

عشق کی دھرتی میں بو آؤں

پھر سارے گلابوں کی رگیں نچوڑوں

جن کو برف کے آنچل سے چھانوں

پھر اس خوشبو کے ٹھنڈے پانی سے

عشق کا کھیت سیراب کروں

اس عشق کا سینہ پھاڑے

اک اڑیل، اکھڑ

خوشبو کا روشن پودا ہو پیدا
 جو دن کے وقت روشن ہو جائے
 جب رات ہو تو خوشبو بکھرائے
 پھر ہر خوشبو بھری رات میں
 چاندنی چندا کو پاس بلائے
 کیونکہ
 کوئی تارا بھی پاس نہ ہو گا
 کسی رسم کا راج نہ ہو گا
 پھر دونوں اک دو جے کو انگ لگائے
 خوشبو کی راتوں میں
 تنہائی کے عالم میں
 اک دو جے سے آنکھ ملائے
 ڈھیروں ان کہی باتیں کہہ ڈالیں
 جو کہ چاندنی
 تاروں کے خوف سے

چاند سے آنکھ ملائے نہ کہہ سن پائی تھی

پھر چاند چاندنی کی آنکھوں میں

نیند کے بستر پر سو جائے

کیونکہ

اب صبح قریب ہے

اور یہ رات کو خوشبو دینے والا پودا

اب دن میں روشنی دے گا

جس سے چاندنی کا حسن

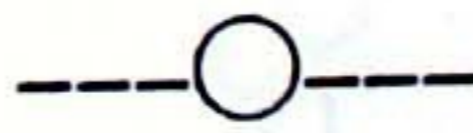
ماند پڑے گا

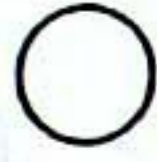
جو چاند کی آنکھیں نہ دیکھ سکیں گی

کیونکہ

چاند کا دل بھی ہے میرے جیسا

جو تیرے آنسو نہ دیکھ سکے گا





سارے رنگ میں دیکھ آیا تھا
تیرا رنگ جدا پایا تھا

تیرے حال کی گود میں آ کر
اپنا ماضی بھول آیا تھا

میرا رستہ دیکھ رہی تھی
میں بھی اس کو ڈھونڈ آیا تھا

میری ہستی کی بستی میں
چاند کسی نے چمکایا تھا

مدہوشی کے سبق پڑھا کر
تیرا روپ چرا لایا تھا





ہر رات اک عذاب تھا

ہر دن کڑا حساب تھا

مجھ کو تری تلاش تھی

اور تو کہ مثل خواب تھا

دیکھا تجھے تو یوں لگا

وہ چاند پر شباب تھا

جس پر چلے تھے قافلے

رستہ وہی سراب تھا

چاہا جسے قسم

وہ پھول لاجواب تھا





جب وہ پھول گلاب ہوا تھا
دل میرا بے تاب ہوا تھا

جب جب میری پیاس بڑھی تھی
دور تو مثل آب ہوا تھا

عشق کا رستہ تھا پتھر پلا
حسن بھی تو نایاب ہوا تھا

میرے ہاتھ میں آتے ہی وہ
کیسے سرخ گلاب ہوا تھا

ہجر کی حدت وصل کی سردی
سب کچھ جیسے خواب ہوا تھا



مرادیں پوری ہوتی ہیں

پھر روشن ہو جائیں گے
 سب خواب مرے
 اگر اس جیسا اک صنم ملے
 جس کو چاند کی چھاؤں میں بیٹھے
 سوچ سوچ کر

میں نے اپنے بالوں میں
 چاندنی کارنگ بھر ڈالا ہے
 اگر کبھی وہ مل جائے
 اور پھر میری آنکھوں میں
 کوئی ایسا دیپ جلا ڈالے

جو آنکھوں میں میری روشنی بھر دے
 اور خواب مرے سب روشن کر دے
 تو میں پھر مانوں گا کہ

مرادیں پوری بھی ہوتی ہیں
 رانجھے اور ہیریں بھی ہوتی ہیں





جب بھی میں نے اسے بھلایا ہے
خود کو روتے ہوئے ہی پایا ہے

اک تری دید کے لئے میں نے
کتنے پہروں یہ تن جلایا ہے

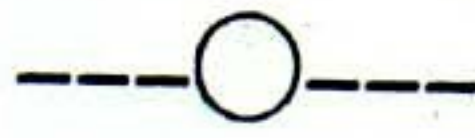
میری جانم تری خوشی کے لیے
اپنی آنکھوں کو خون رلایا ہے

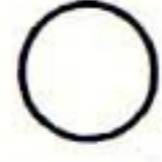
تیری خواہش کو کر دیا پورا
خود کو یوں بارہا مٹایا ہے

دیکھ مجھ کو تری محبت نے
تیرے در پر ہی لا بٹھایا ہے

تیری یادیں ہیں تیری باتیں ہیں
تیری بانہوں کا لمس چھایا ہے

حال دل کا نہ جان پائے کوئی
خود کو خود سے برا چھپایا ہے





جب سے وہ خود سے شرمائی رہتی ہے
مدہوشی سی مجھ پر چھائی رہتی ہے

مجھ سے میرے ساتھی پوچھتے رہتے ہیں
کون ہے جو خوابوں میں آئی رہتی ہے

آنسو آنکھوں سے تو آنا لازم ہے
جب اس دل میں اک ہرجائی رہتی ہے

میری یاد سے دل کو روشن کر کے
اس کے چہرے پر رعنائی رہتی ہے

اپنے پیار کی ڈوری ٹوٹ نہ جائے بس
یہ ہی سوچ کے وہ گھبرائی رہتی ہے

باقی سبھی مراحل تو طے ہو چکے
پیار کی ہونی اب رسوائی رہتی ہے

کون سی بات کا تجھ کو اتنا مان سجن
اس درجہ کیوں کج ادائی رہتی ہے



کانچ کی چوڑی

آج ایک مدت کے بعد
 اس نے کانچ کی چوڑیاں
 مجھ سے تحفے میں مانگی ہیں
 لیکن میں ڈر سا گیا ہوں
 کہ کانچ تو آخر کانچ ہی ہے
 اور کون یہ جانے
 کب کانچ کی چوڑی
 اس کی کلائی پر ناچتے ناچتے
 نبض کو اس کی جانتے جانتے
 اور اس کے دل کی

ساری باتیں

نبض کے ہونٹوں سے

تنہائی کی راتوں میں

سن سن کر

پیار کے کھیل سے تنگ آ کر

ہجر کے سب رنگوں سے اکتا کر

صندلی کلائی کے ناز اٹھا کر

کب اپنا دامن

کرچی کرچی کر ڈالے

کیونکہ کانچ کی چوڑی

کیسے ہجر کے سارے دکھ

اور اس کے دل کے خواب سارے

خود پر سہ پائے گی

بس میں نے

کانچ کی چوڑی کا انجام سوچ کر

اس کو زندگی میں پہلی بار

انکار کا مزا چکھایا ہے

کیونکہ میں جانتا ہوں
 کہ اب جس دل کے کہنے میں آکر
 وہ مجھ سے کانچ کی چوڑیاں مانگ رہی ہے
 کل جب اس دل کو
 تنہائی کی راتوں میں
 نبض کے ہونٹوں سے
 کانچ کے جسم سے باتیں کرنے کی
 عادت سی ہو جائے گی
 پھر ایک پل میں جب یہ
 دل کی باتیں سننے والی
 رنگیلی اور نازک سی چوڑی
 ٹوٹ جائے گی
 تو اس کا دل بھی ٹوٹ جائے گا
 اور اب تنہائی کی راتوں میں
 دل کی باتیں سننے والا کوئی نہ ہو گا



پیار کا یوں بھرم بھی رکھا ہے
 اس نے مجھ پر کرم بھی رکھا ہے
 یہ ہے فیضان ایک خوشبو کا
 جس کو اب محترم بھی رکھا ہے





دھوپ میں وہ تو چھاؤں جیسا ہے
جس کا آنچل گھٹاؤں جیسا ہے

جو مرے دل کے پاس رہتا ہے
اجنبی! آشناؤں جیسا ہے

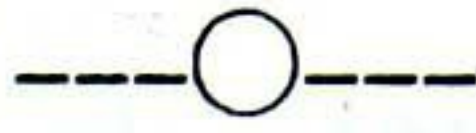
کیسے بھولوں تجھے بتا سا جن
تجھ سے رشتہ وفاؤں جیسا ہے

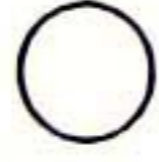
اشک آنکھوں سے کیا ٹپکتے ہیں
سلسلہ کہکشاؤں جیسا ہے

دیکھنے میں ہے یار بت جیسا
پر رویہ خداؤں جیسا ہے

قصہ عشق کہنا یاروں سے
حال کچھ بے وفاؤں جیسا ہے

اس کا ہنسنا عذاب ہے رضواں
روٹھ جانا سزاؤں جیسا ہے





مانا ہم نے پیار کی راہ پر پہلا قدم اٹھایا تھا
لیکن ہم کو نادانی پر تم نے ہی اکسایا تھا

اس کے پیار کی بارش سے ہی ہم تو ٹھنڈک پاتے ہیں
جس کی یاد کی چنگاری نے دل اپنا سلگایا تھا

ایک محبت کے بدلے میں اتنے ستم اٹھائے ہیں
سوچو کیا حالت ہو گی جب لکھ کر نام مٹایا تھا

ہم نے اپنے عہد کا جاناں آخر دم تک پاس کیا ہے
عشق کا پرچم اونچا رکھا سر چاہے کٹوایا تھا

ساری عمر بہاؤں آنسو اس کا مجھ کو درد نہیں
اک لمحہ تو ایسا تھا جب پیار تمہارا پایا تھا

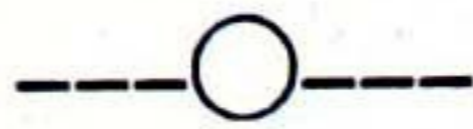
شعر مرا اس شوخ کے دل میں کیسے جا کے اترتا ہے
اپنی جانب سے میں نے تو ٹوٹا تیر چلایا تھا

چین سکون آرام سبھی کچھ اس کی یاد میں پایا ہے
جس کے ہجر نے ہم کو رضواں پہروں تلک رلایا تھا



پھول فانی ہیں

ہرذی روح کی طرح
 پھول بھی سارے فانی ہیں
 لیکن پھر بھی
 ضد کرتے ہیں کہ
 اک حسن مجسم کو چھو کر
 یعنی تیری زلف کے تیج و خم میں
 اپنا جیون امر کر ڈالیں
 یا پھر خود کو
 اس زلف کی اندھیری
 قبر میں دفن کر ڈالیں



سوچوں کا بھکاری

سوچوں کا بھکاری مانگتے مانگتے

اب تیرے دروازے آپہنچا ہے

کیونکہ تیرے حسن کی فیاضی کا

تیری ادا کی تیر اندازی کا

اس بھکاری نے

ایک زمانے کو مداح بنا تھا

اسی لئے یہ سوچوں کا بھکاری

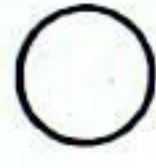
اپنی ذہانت کا جادو جگانے

تیرے در پر آپہنچا ہے

مزا تو تب ہے

کہ اب تو بھی
 اپنے حسن کے جلوے سے
 سوچ کی آنکھ کو اندھا کر دے
 تاکہ سوچ بھی
 ذہانت کو اپنی داؤ لگا کر
 نفع نقصان سے ماورا ہو کر
 حسن سے عشق کر ڈالے
 اور پھر اب کی بار بھی
 کوئی یہ نہ کہہ پائے کہ
 میں اس حسن کے در سے
 خالی ہاتھ ہی لوٹ آیا ہوں
 جس حسن کی فیاضی کا
 جس ادا کی تیر اندازی کا
 ایک زمانہ مداح ہوا تھا





جن کے مہنگے لباس ہوتے ہیں
لوگ وہ ہی خواص ہوتے ہیں

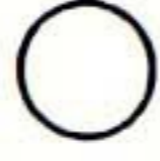
آپ کو دور کس طرح سمجھوں
آپ ہر وقت میرے پاس ہوتے ہیں

دل یہ میرا ہے غم بھی میرے ہیں
آپ کیوں بدحواس ہوتے ہیں

اپنی رسوائیاں انہیں کیوں دوں
پیار کے یہ لباس ہوتے ہیں

ان کی تصویر دیکھ لیتے ہیں
جب کبھی ہم اداس ہوتے ہیں





میں نے ہر دکھ کی اذیت کو سہا ہے
اشک آنکھوں سے مری دیکھ گرا ہے

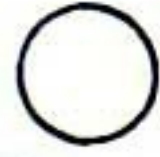
تیری تصویر سے کرتا ہوں میں باتیں
اپنی تنہائی میں یوں رنگ بھرا ہے

تب سے تقدیر بھی بے چین ملی ہے
جب سے ہاتھوں میں تیرا ہاتھ لیا ہے

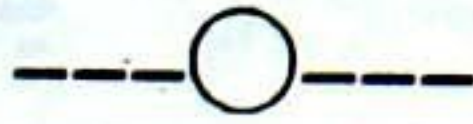
دل ہی پہلو سے نکل جائے نہ کہیں اب
تو نے پلکوں کو اٹھایا تو لگا ہے

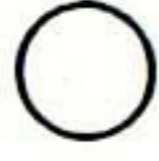
حال دل تجھ کو تو معلوم نہیں ہے
پیار تیرا مری رگ رگ میں بسا ہے





دل ویراں میں دھنک رنگ اجالے کر دے
 خواب اپنے مری آنکھوں کے حوالے کر دے
 میں ترے شہر میں ہو جاؤں نہ رسوا جاناں
 خالی بانہوں میں مری رنگ نرالے بھر دے





عشق کے سر الزام دیا ہے
نظروں سے اک جام پیا ہے

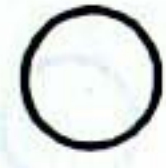
وہ فریاد تھا جس نے عشق میں
تیشے سے بھی کام لیا ہے

حسن کا جادو ٹوٹ گیا ہے
عشق نے ساتھ ہر گام دیا ہے

ہم نے خوب حسینوں کا
اپنے سر الزام لیا ہے

تیرا رہوں گا جان ادا میں
پیار نے یہ پیغام دیا ہے





اک خواب ادھورا جاگے ہے
جو تنہا تجھ کو مانگے ہے

سوچ کا دولہا ہر لمحے ہی
اب تجھ کو دلہن سمجھا ہے

روپ ترے کا پھول سنور کر
اس آنکھ سے سنے چھینے ہیں

ہجر کا دیکھ جل جل کر اب
اک وصل کا منظر چاہے ہے

پچھلی رات کا ہر اک تارا
میرا صبر سرا ہے



جب تجھ سے میرا نام جڑے گا

تیری بیتی ہوئی راتوں کے
 سبھی ویران لمحوں میں
 قیامتیں تجھ پر جو گزری ہیں
 تیرے اس ذہن کی پاکیزہ سرزمین سے
 یہ کفر کی فصل اکھاڑ پھینکوں گا
 تیرے نازک بدن پر
 جس کسی نے بھی
 ظلم کی تصویر کے کچھ نقش کھینچے ہیں
 پیار کے رستوں پر جس کسی نے بھی
 میری چاہت کے پھولوں کو

غلط انداز نظروں سے تھا دیکھا
 اور جن ہاتھوں نے بھی
 پشت پر میری کچھ زخم لگائے تھے
 ان نظروں اور ہاتھوں کو
 میں تقدیروں سمیت شل کر دوں گا
 ان جدائی کے دن اور راتوں میں
 جو بھی شکوے تجھ کو ہیں
 اس اک ذات سے میری
 وصل کی چند راتوں میں
 ان کے شاہے تک تیرے ماضی کے صفحوں سے
 دھول کی مابند اڑا دوں گا
 اس اپنے پیار کی بارش سے
 ہجر کے سلگتے دنوں کے آبلوں کو
 ہمیشہ کے لئے میں میٹھی نیند سلا دوں گا
 اور تیری زخمی جوانی پر
 اپنے ہونٹوں سے محبت کے دانگی
 سبھی مرہم میں رکھوں گا

ازل سے تاابد جتنی خوشیاں

اس جہاں کی کل سہاگنیں پائیں گی

اس سے لاکھ بڑھ کر

سکھ محبت کے تیرے دامن میں

ہر اک شام پھینکوں گا

لیکن یہ سب کچھ کرنے کو

شرط اک میری بھی ہوگی

کہ ان تیری نرم پلکوں پر

جہاں میرے ہونٹ ثبت ہیں

انہیں نمکین پانی سے

نہیں دھویا کروگی تم

اگر تم ایسا کر جاؤ گی

تو پھر میں بھی اس پل

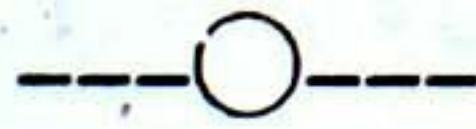
یہ سب کچھ کر گزروں گا

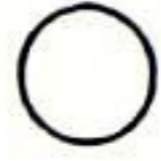
جب تجھ سے میرا نام جڑے گا



قطعہ

تم جو کہو تو جاں دے دوں
 کم ہے کچھ تو جہاں دے دوں
 اس سے بڑھ کر مانگو تم
 کیا پھر یہ ایماں دے دوں





عشق ہی حسن کا روپ سنوارے
ان آنکھوں میں چاند اتارے

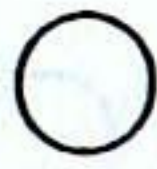
ہر جا میرے تیرے چرچے
کیا ہو گا گیت یہ پیارے

پنک ردا اور زلف یہ کالی
اپنے پیار کی نذر اتارے

جب بھی سنے آواز وہ میری
اس کی آنکھ میں چمکیں تارے

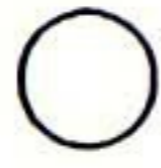
اپنے پیار کی ساری کرنیں
آج رضاب وہ مجھ پر وارے





صحراؤں میں پھول کھلے ہیں
 خواہش کو بھی پر سے لگے ہیں
 میرے جسم کی دیواروں پر
 تیری نظر کے نقش بنے ہیں
 ہجر کی گہری دلہل میں اب
 خواب ہمارے ڈوب چلے ہیں
 سن کے تیرے حسن کے چرچے
 کتنے ہی زیشان جلے ہیں
 وہ تو ساجن خوش قسمت ہے
 رستے جس کے ساتھ بچھے ہیں
 شہر عشق میں اپنے رضواں
 دل کے سارے بھید کھلے ہیں





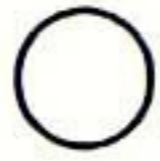
جس پہ اٹھیں گی اسے پیار سے گھائل کر دیں
 وہ نگاہیں ہیں کسی نظم کے عنوان جیسی
 اس کے ہونٹوں کا تبسم ہے برنگ غنچہ
 اس کی باتوں میں چمک ہے کسی افشاں جیسی
 میری ہستی کے چراغوں کو بجھانے نکلی
 اس کے آنچل کی ہوا ہے کسی طوفاں جیسی
 تیرے لفظوں کے تقدس کو کوئی کیا جانے
 تیری آواز ہے دنیا میں تو کسی فرماں جیسی
 ہم نے پڑھ دیکھا ہے ہر شوخ کا چہرہ جانم
 کوئی صورت ہی نہیں صورت جاناں جیسی



قطعہ

کسی کو گھر کسی کو بے زمینی چاہئے
 یقین مجھ کو کسی کو بے یقینی چاہئے
 محبت کی گلابی گر میسر ہو تو پھر تم کو
 مزے لے کر اکیلے میں یہ پنی چاہئے





وہ جو چاند چہرہ خیال تھا
مرے عشق ہی کا جمال تھا

مرے پیار کی تھی وہ روشنی
مرا یار مثل ہلال تھا

جو تجھ میں بھڑکتی تھی آگ سی
مرے پیار کا ہی جلال تھا

میں تھا خواب تیرے ہی دیکھتا
تو کہ خوبصورت خیال تھا

نہ تھی مجھ میں کوئی بھی دلکشی
ترے حسن کا ہی کمال تھا

ترے بن جو پل بھی گذر گئے
مجھے ان پہ کتنا ملال تھا

مرے یار کو تو جو دیکھتا
ترے چاند کو بھی زوال تھا



آؤ پھر سے عہد کریں

آؤ پھر سے عہد کریں کہ

تو میری اور میں تیرا رہوں گا

آؤ پھر سے عہد کریں کہ

تیری دو بانہوں کے گھیرے میں

جو بھی کوئی جسم ہوگا

وہ میرا ہوگا

اور تیری آنکھوں کے گلشن میں

رات کے موسم میں

خواب کے ننھے پودوں پر

جو کوئی بھی پھول کھلے گا

وہ میرا ہو گا

آؤ پھر سے عہد کریں کہ

تیرا تپتے سلگتے انگاروں جیسا پھول بدن

جس کے لمس کی گرمی سے ٹھنڈک پائے گا .

وہ ہاتھ ہمیشہ میرا ہو گا

اور جو کوئی بھی

تیرے خیال کے جھولوں پر

جھولا جھونے لے گا

اس آوارہ ضدی بچے کا

سانولا چہرہ بھی بس میرا ہو گا

آؤ پھر سے عہد کریں کہ

تو میری اور میں تیرا رہوں گا

آؤ پھر سے عہد کریں کہ

تیری پلکوں کے دروازوں کے

پچھے والی وادی میں

جو بھی کوئی دیپ جلے گا

وہ میرا ہو گا
 آؤ پھر سے عہد کریں کہ
 تیرے ہونٹوں کی نرمی سے کھیلنے والا
 دائیں ہاتھ کا انگوٹھا بھی

بس میرا ہو گا

اور جو کوئی بھی

تیرے رخساروں کی

شرم سے آتی جاتی

سرخ اور پیلی رنگت دیکھے گا

وہ چہرہ بھی میرا ہو گا

آؤ پھر سے عہد کریں کہ

تو میری اور میں تیرا رہوں گا

آؤ پھر سے عہد کریں کہ

صبح و شام

تیری ان ناگن 'ضدی زلفوں کو

سلجھانے والا

ہاتھ ہمیشہ میرا ہو گا
 اور ان زلفوں سے گرنا مہکتا پانی
 جو کوئی بھی اپنے
 ہاتھوں کے کوزے میں
 اکٹھا کرے گا
 وہ ہاتھوں کا کوزہ بھی
 بس میرا ہو گا
 آؤ پھر سے عہد کریں کہ
 ہمیشہ جس کے انتظار میں
 تیری ان دو آنکھوں کے سورج
 ڈوبا کریں گے
 وہ دیر سے آنے والا
 چہرہ بھی بس میرا ہو گا
 اور جو کوئی بھی
 تیرے غصے کے سامنے
 پیار سے گھٹنے ٹیک کر

اداؤں کے ساتھ

آہیں بھرے گا

وہ چہرہ بھی بس میرا ہوگا

آؤ پھر سے عہد کریں کہ

ہمیشہ آخر میں جس پہ آکر

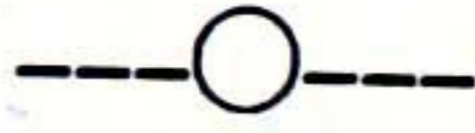
تیرے دل کا دروازہ بند ہوگا

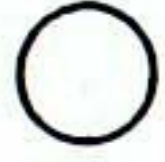
دل کی قید میں آنے والا

وہ چہرہ بھی میرا ہوگا

آؤ پھر سے عہد کریں

تو میری اور میں تیرا رہوں گا





اس جوانی کی چاند راتوں میں
ذکر تیرا ہے میری باتوں میں

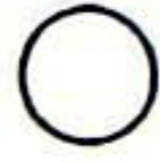
آ گیا جب کبھی تصور میں
مل گیا ہے وصال راتوں میں

نفرتوں سے بھرے ہوئے چہرے
ہیں سدا پیار کی ہی گھاتوں میں

زندگی سے نکال رکھا ہے
چاند کو ان اداس راتوں میں

یہ ترے لمس کا ہی نشہ ہے
خوشبو رہتی ہے میرے ہاتھوں میں





جوانی کے اپنی وہ ارماں سجا کر
مجھے تو گیا ہے لہو وہ رلا کر

وہ خوشیاں منائے گا کیسے بتائے
مری آرزوؤں کے غنچے جلا کر

مجھے کیا خبر تھی وہ ایسا کرے گا
مجھے چھوڑ جائے گا اپنا بنا کر

محبت کا میری ابھی در کھلا ہے
کرے بات مجھ سے وہ نظریں ملا کر

قسم مجھ کو اس کے سنہری بدن کی
رہوں گا رضاب اس کو میں بھی منا کر





سارے رنگ اداؤں کے اشکوں سے دھو آیا ہے
سارے ویپ وفاؤں کے وہ راہوں میں کھو آیا ہے

یاد کروں میں اس کو جب جب دل یہ کھلتا جائے ہے
اس کو اپنا کرنا ہے بس سودا ایک سما یا ہے

اس کے لئے ہی تڑپوں اب میں اس کا دھوکا کھاؤں میں
ہر دستک پہ یوں ہی لگے ہے جیسے وہ ہی آیا ہے

جب بھی مقابل آئے میرے سدھ بدھ بھول میں جاتا ہوں
کہنا چاہیں دل کی باتیں لیکن کب کہہ پایا ہوں

بیٹھا رہوں گا عمر میں ساری اس کی گھنیری چھاؤں میں
پیار میرا ہی اصل میں میرے جیون کا سرمایہ ہے



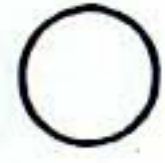


حسن کا شعلہ تیز جلا ہے
عشق کا لہجہ نرم رہا ہے

جانے کیوں شرما سا گیا ہے
کل تک جو بے شرم رہا ہے

وہ ہی لگا انجان سا ہم کو
پیار میں جو سرگرم رہا ہے





آرزو تری بکر کے ہر سوال بھولا ہے
جستجو تری ہے بس ہر خیال بھولا ہے

آئینے کو دیکھا تو آئینے نے کہہ ڈالا
تجھ کو جب سے دیکھا ہے ہر ملال بھولا ہے

اب کی بار بھی میں نے چاند سے یہ پوچھا تھا
چاندنی مجھے دے کر کیا جمال بھولا ہے

قسم پر وفاؤں کی حسن کب پلٹتا تھا
وہ تو محو ایسا ہے ہر مثال بھولا ہے

کس کو یاد رہتی ہے گردش زمانہ اب
جس کو ہم نے دیکھا ہے حسب حال بھولا ہے



خواب دستیاب ہیں

دکان پر میرے دل کی
 کچھ خواب دستیاب ہیں
 اور نگاہیں بے حساب ہیں
 یہ نہ ہو کہ ہر کوئی
 فرد آگے بڑھ آئے
 بغیر حوصلوں کے یہاں
 نہ کوئی عشق کر پائے
 سو ہم نے رکھی شرط ہے
 جس کی آنکھ میں ہے دم
 ہے زمین دل بھی جس کی نم

صرف وہ ہی آگے بڑھے

کیونکہ

جس کو میں خواب بچوں گا

اس بے مثال آنکھ میں

اتنا حوصلہ تو ہو

کہ جب کبھی عذاب اترے

کسی پہ بھی شباب اترے ،

تو سامنے وہ ڈٹ جائے

ہر عذاب اور شباب کے

کیونکہ

جب خواب دستیاب ہوں

حسن کے اوڑوں کے

وفاؤں کے جفاؤں کے

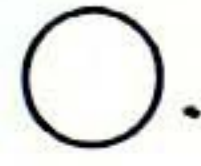
تو آنکھ بھی ہول جواب

تا کہ ظلم ختم ہو

کلی جو کھل کر گلاب ہو

تو ہر طرف ہی خار ہوں
 سو خواب تو میں بیچوں گا
 مگر اس بے مثال آنکھ کو
 جو ہر ستم کو سہ جائے
 پر اس کی گود میں بیٹھے
 خواب کونہ موت آئے
 کیونکہ جو میرے خواب ہیں
 ہوئے اب بہت نایاب ہیں





اپنی آواز کے جادو کو جگانا ہو گا
تجھ کو بانہوں کے ترازو میں بھی آنا ہوگا

جب بھی ملتا ہے مجھے پیار بڑھا دیتا ہے
اپنی چاہت کا اسے زنگ دکھانا ہو گا

میرے ہاتھوں سے وہ کچھ اور سنور جائے گی
اس کو اپنا یہ ہنر بھی تو بتانا ہو گا

اب رہے گا مرے شعروں میں حوالہ اس کا
اب جو اٹھوں گا مرے ساتھ زمانہ ہو گا

اپنی تنہائی کو مرے نام کرے گا ایسے
یاد رکھنا ہے مجھے سب کو بھلانا ہوگا





یہ تو بتاؤ میرے یار
تم سے کرتی ہے وہ پیار

جان بھی مانگے جو دل دار
کر دوں گا یہ جان نثار

تم سے بچھڑ کر جو ہے دور
اس کے دیکھو اب آثار

کل تک تھا جو مہکا پھول
آج ہوا ہے وہی غبار

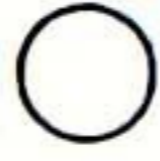
زخم کا چہرہ دھو کر ہم
آؤ منائیں جشن بہار

ملنے آئے جب نہیں آپ
ہم نے پروئے یوں ہیں ہار

نکلی ایسے بات سے بات
شام ہوئی ہے یوں شب تار

درد میں جو بھی دے ہے ساتھ
اصل میں وہ ہے پیار حصار





جب سے پائے ہیں تری زلف کے سائے جاناں
ہم نے کیا کیا نہ القاب کمائے جاناں

ایک تتلی نے محبت کی سند مانگی تو
اک تبسم سے کئی پھول کھلائے جاناں

اک مرے زعم کا سر اس نے کہاں کچلا ہے
سر کئی اور بھی شاہوں کے جھکائے جاناں

ہم تو دل دار تھے سو کٹنے میں کوئی دیر نہ کی
رنگ پھولوں کے بھی تو نے تو چرائے جاناں

ہم نے تو سورج کا بھی احسان نہ لیتے تھے رضاب
پر تیرے ہم نے بہت ناز اٹھائے جاناں





کیسے کپڑوں میں لپیٹے گا بدن تو اپنا
کیسے لفظوں میں سمیٹے گا بدن تو اپنا



تیرے رنگوں کی چمک دیکھ کر سوچا اکثر
ہم جو تجھ کو نہ سراہتے تو بھلا کیا کرتے



تیری صورت کسی شاعر کے گماں جیسی ہے
چال تیری تو صنم رشک بتاں جیسی ہے

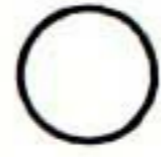


آنکھیں نوج ڈالوں گا

میرا وعدہ ہے تم سے
 جب کبھی بھی آنکھوں نے
 کوئی خواب دیکھا آوارہ
 جو ہو تم سے بھی پیارا
 اور گر تم پاؤ خبر
 پھر خواب ہم سے مانگنا
 پھر خواب جب تم مانگو گے
 میں اس آوارہ خواب سمیت
 آنکھیں نوج ڈالوں گا
 اور تیرے ہاتھ رکھ دوں گا

پھر تم بھی ہم سے وعدہ کرو
 کہ ان آنکھوں کو معاف مت کرنا
 قدموں میں روند ڈالنا
 ان بدذات آنکھوں کو
 اور حساب لے لینا
 ہر اس دیکھے خواب کا
 جو دردے گیا تجھ کو
 جس سے تیرے دل کو دکھ پہنچا





تم جو اچھے لگتے ہو کیا اس میں دوش ہمارا ہے
 کر دیتا ہے پاگل سب کو یہ جو حسن تمہارا ہے

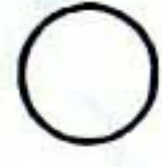
پہلے جس کو کہتے تھے تم میرے دل کی دھڑکن ہو
 اب کیوں اس کی یادوں سے ہی اکھڑے سانس بیچارا ہے

جاننا ہوں جو کہتا ہوں کہ تم سے پیار نہیں کرنا
 لگتا تو ہے پھولوں جیسا لیکن اک انگارا ہے

تم کو پیار کی راہوں میں ہم روتا دیکھ نہ پائیں گے
 اسی لئے تو روٹھ کے جانا ہم کو کہاں گوارہ ہے

جس کی خاطر ہم نے اٹھائے دکھ ہیں ساری دنیا کے
 پیار بھری اس دنیا میں اک وہ ہی ہم کو پیارا ہے





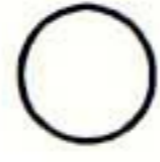
بعد مدت کے جو چڑیوں نے یہاں شور کیا ہے
یوں لگا قافلہ بہاروں کا یہاں ٹھہر گیا ہے

آج پھر ہم نے اناؤں کے خدا سے یہ کہا ہے
اک اسی شخص کی خاطر ہی جنم ہم نے لیا ہے

بس یہ اعزاز تری آنکھ کو حاصل ٹھہرا
تو نے جس شخص کو دیکھا اسے پتھر کا کیا ہے

تم رضاب اس درودیوار پہ لکھنا کہ یہاں پر
وہ ہی برباد ہوا جس نے بھی یاں عشق کیا ہے





خواب ہر جگہ ہوں گے رات ہر جگہ ہو گی
پرچار ہر جگہ ہوں گے پر ذات ہر جگہ ہو گی

کون ہے جو بخشے گا پھول جیسی تعبیریں
خواب بیچنے والی ذات ہر جگہ ہو گی

چاندنی اتر کے جب چاند کو لپیٹے گی
پھر تری ہی بانہوں کی بات ہر جگہ ہو گی

حسن کو جو موت آئے میرے عشق کی صورت
پھر تو ان حوادث کی گھات ہر جگہ ہو گی

ہم کو ناز ہے تیری جان پر جوانی پر
روبو جو تیرے ہو مات ہر جگہ ہو گی



قطعہ

میں تو چاہوں تری نظر میں رہوں
 تیرے در تیری رہ گزر میں رہوں
 تجھ کو دیکھوں فقط ترا بن کر
 ہر گھڑی میں تری خبر میں رہوں





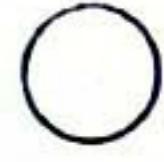
پھر سے اک بار مجھے ہوش میں آنا ہو گا
ورنہ اس بار بھی آگے یہ زمانہ ہو گا

تو زمانے کے عذابوں سے جو ڈر کر پلٹا
سوچ کس گوشے میں پھر تیرا ٹھکانا ہو گا

اپنی بانہوں سے کہو تھام کے رکھیں مجھ کو
کہو کے مجھ کو تجھے خود کو بھی لٹانا ہو گا

سارے مستوں کو سبق کس نے پڑھایا یہ ہی
اپنے محبوب کو یوں سر پہ بٹھانا ہو گا





زخمِ دل پھر سے رسنے لگے ہیں
جانے انجانے سبھی جلنے لگے ہیں

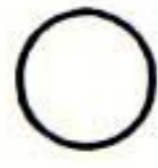
زندگی کے آسماں سے کتنے جگنو
ٹوٹ کر کس جگہ گرنے لگے ہیں

جن کی زلفوں سے تبھی کھیلے تھے
اب وہ خود سے ہی سنور جانے لگے ہیں

خود پہ قابو ہی کہاں ہے ان کو
رنگِ چہرے پہ نئے آنے لگے ہیں

اس کے لہجے کے ورق پڑھ پڑھ کر
ہم سے رضواں بھی غزل کہنے لگے ہیں





حسن چھایا اسی کا زمیں تا فلک
جس کی رہتی ہے میری طرف ہی ڈھلک

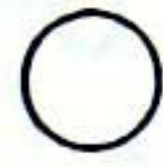
پتھروں کے بھی دل چھوڑ دیں دھڑکنا
وہ اٹھا کر جھکائے گا جب یہ پلک

صبح کا خواب ہے شام کی آنکھ میں
قابل دید ہے اس کی ہر اک جھلک

فکر کیوں اس قدر دل کے لٹ جانے پر
پہنچتا ہے اثر اس کا ہر دل تلک

دیکھ یہ سوچ کر اس حسین کو رُضاب
پہنچ اس کی ہے تیری بھی آنکھوں تلک



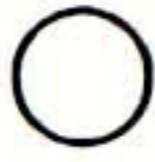


تم سے مل کر تم کو کھو کر
میں تو رہوں گا تیرا ہو کر

خواب کی باتیں بھول نہ پایا
جاگ اٹھا میں جب بھی سو کر

میرے کفن کی بات کو چھوڑو
اپنا آنچل رکھو دھو کر





دعاؤں کے اثر سے یہ کمال ہو جائے
تعلق اب کی بار اس سے بحال ہو جائے

کوئی عاشق نہ دے جس کی مثال دنیا میں
میں چاہوں کہ تو ایسا بے مثال ہو جائے

سوا تیرے نہ ہو کوئی بھی حکمراں دل پر
اگر ہو تو مری دنیا وبال ہو جائے

تری زلفوں کے سایے میں گزار دوں جیون
ترے بن جو ملے چھاؤں وہ جال ہو جائے

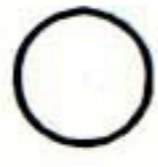
ترے ہونے سے ہی خوشیاں مرا مقدر ہوں
ترے جانے سے سب خواب و خیال ہو جائے

ترے قدموں کے نیچے ہی رہے یہ دل میرا
مری خاطر فقط تیرا جمال ہو جائے

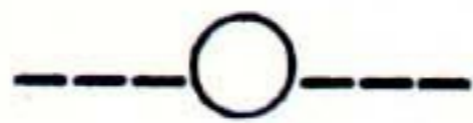
مجھے یہ ہجر کے دن ہیں محیط صدیوں پر
تری فرقت کا لمحہ بھی تو سال ہو جائے

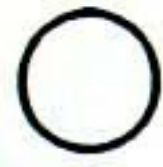
ترے اشکوں کو میں دیکھوں رضاب ناممکن
اگر سوچوں تو جینا یہ محال ہو جائے





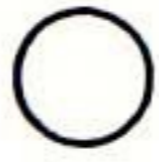
حسن کا طوفان آیا ہو گا
 شر وفا پر چھایا ہو گا
 دوری سے اکتا کر آخر
 شمع نے جسم جلایا ہو گا
 تو نے ہجر کی ان راتوں میں
 یاد سے دل بہلایا ہو گا
 رو رو کر ان آنکھوں میں بھی
 کاجل کو پھیلایا ہو گا
 جون مہینہ اور یہ راحت
 زلف کا بادل چھایا ہو گا
 آج تو ہر انمول بکا ہے
 اس نے دام لگایا ہو گا





سا جن تم ہو ساون رت کا جیسے بادل
 کرتا رہے جو مجھ کو اپنے پیار سے جل تھل
 تیرے پیار کے گھیرے میں ہی رہنا چاہوں
 تیرے حسن کے بارے میں اب سوچوں ہر پل





تجھ کو دل کا میت بنا لوں گا
اپنی ہار کو جیت بنا لوں گا

جس نغمے سے دل میں ٹیس اٹھے
اس کو اپنا گیت بنا لوں گا

دیوانہ ہوں چاند سے چہرے کا
اس سے سچی پریت بنا لوں گا

تو اک بار مجھے گر مل جائے
تجھ سے ملنا ریت بنا لوں گا

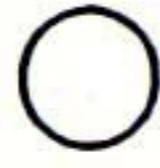
اپنے دل کی پیاس بجھانے کو
دھڑکن یہ سنگیت بنا لوں گا



قطعہ

جب بھی ہم نے تیرا حسن سراہا ہے
 تب ہی اپنے دل پر رکھا پھاہا ہے
 دیکھ تو ہر اک کھلنے والا بکھر گیا
 ہم نے جانم تجھ کو ٹوٹ کے چاہا ہے



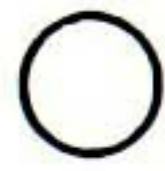


کس کا چلا ہے ایسا جادو
آج بے ہیں تیرے آنسو

خوشبو خوشبو سب منظر ہیں
شاید اس نی کھولے گیسو

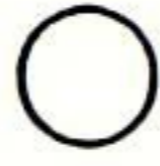
وقت بھی ایسے اڑتا جائے
جیسے اڑ جاتی ہے خوشبو





اس کو تصویر بنا کر دیکھو
 ان نگاہوں سے چھپا کر دیکھو
 پھول جو شاخ پر نہیں آیا
 اس کی خوشبو تو چرا کر دیکھو





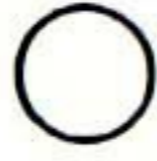
ایک ساعت ہے عمر پر بھاری
 یہ امانت ہے کس قدر بھاری
 بے تعلق لگے ہر اک شے ہی
 ہو گیا اب تو یہ سفر بھاری



قطعہ

سبھی حسن والے یاں چاہے گئے ہیں
 سبھی پھول کلیاں سراہے گئے ہیں
 خدا جانے ہوتا ہے انجام کیسا
 ہم اپنی طرف سے نبھاہے گئے ہیں





پیار کا وار یوں میں کر جاؤں
روح میں بس تری اتر جاؤں

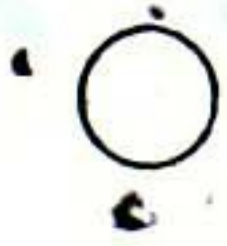
اس طرح میں چلوں ترا بن کر
ہاتھ میں ہاتھ ہو جدھر جاؤں

اپنی تکمیل کے لئے جاناں
ٹوٹ کر ہر طرف بکھر جاؤں

خواب میرے ہوں اس طرح پورے
چاند آنکھوں میں اب اتر جاؤں

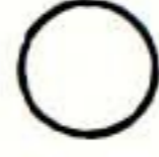
پیار تیرا جو میرا حاصل ہو
میں بھی اوج کمال پر جاؤں



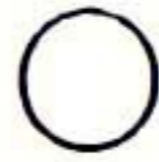
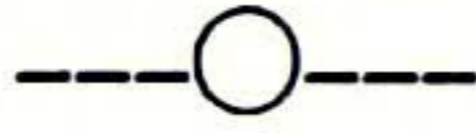


پیار کی قید میں رہ کر جینا کیسا ہے
 غم کے آنسو چھپ چھپ پینا کیسا ہے
 پہلے پہل وہ ٹوٹ کے ملنا کیسا تھا
 زخم جدائی اب یوں سہنا کیسا ہے



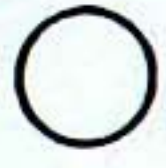


قدم قدم ہو امتحاں جیسے
 گرا کسی پہ آسماں جیسے
 افق افق غبار اڑتا ہے
 ہے کائنات خاکداں جیسے



اب تو مجھ سے دور نہیں ہے امیدوں کا ساحل
 اب تو میرے پاس کھڑی ہے خوشیوں والی منزل
 اب تو میرے پیار کا قیدی میرے پاس ہے آیا
 اب تو چاند کی آنکھیں چومنا کوئی نہیں ہے مشکل





اک تری یاد میں سلگتے ہیں
دیکھ ہم کس طرح سے جیتے ہیں

اپنی چاہت کا تو ہی حاصل ہے
اس سہارے یہ پل گزرتے ہیں

تو نہ آئے یہ کیسے ممکن ہے
ہم ترا انتظار کرتے ہیں

پیار کی جستجو میں ہم دونوں
شادمانی کے گیت گاتے ہیں

تجھ سے ملنا بہت ضروری ہے
بات دل کی یہ تجھ سے کہتے ہیں





آنکھ کے سمندر میں خواب کا سفینہ تھا
خواب کے سفینے میں اپنا مرنا جینا تھا
پیار کی زمینوں پر جب آگی جدائی تھی
زندگی کا ہر لمحہ ہجر کا مہینہ تھا
روز اک صلح نامہ اور پھر نیا جھگڑا
کیا تھے دن جوانی کے کیسا خوب جینا تھا